فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: بامر مجبوری مسلمان کو غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بامر مجبوری مسلمان کو غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کیا جا سکتا ہے۔

سوال: باپ کی حرام کمائی سے اولاد کھا سکتی ہے؟

جواب: اولاد باپ کی حرام کمائی کھا سکتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جب اولاد خود کمانے کی استطاعت رکھتی ہو، تو باپ کی حرام کمائی سے اجتناب کرے۔

❀ حارث بن سوید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ : إِنَّ لِي جَارًا، وَلَا أَعْلَمُ لَهُ شَيْئًا إِلَّا خَبَثًا، أَوْ حَرَامًا وَأَنَّهُ يَدْعُونِي فَأُحْرَجُ أَنْ آتِيَهُ وَأَتَحَرَّجُ أَنْ لَّا آتِيَهُ فَقَالَ : ائْتِهِ، أَوْ أَوْجِبْهُ فَإِنَّمَا وِزْرُهُ عَلَيْهِ .

''ایک شخص سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض گزار ہوا: میرا ایک پڑوسی ہے، میرے علم کے مطابق اس کا مال حرام کا ہے، وہ مجھے دعوت دیتا ہے، مگر مجھے حرج محسوس ہوتا ہے۔ تو سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے پاس جایئے، یا (فرمایا:) اس کی دعوت قبول کیجئے، اس (کے حرام مال) کا گناہ اس پر ہے۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 335/5، وسندہٗ حسنٌ)

(سوال): قربانی کی بجائے قیمت صدقہ کرنا کیسا ہے؟

(جواب): قربانی قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے، وہ خون بہا کر ہی ممکن ہے۔ قربانی اسلام کا شعار ہے، اسے قائم ودائم رکھنا مسلمانوں پر ضروری ہے۔ اس کی قیمت دینا جائز نہیں۔

❀ علمائے احناف نے لکھا ہے:

إِنَّ الْأُمَّةَ أَجْمَعَتْ أَنَّهُ لَوْ أَدَّى الْقِيمَةَ مَكَانَ الشَّاةِ فِي الضَّحَايَا وَالْهَدَايَا لَا يَكُونُ كَافِيًا.

''امت کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص قربانی یا ہدی میں بکری کی جگہ اس کی قیمت ادا کر دے، تو یہ کفایت نہیں کرے گا۔''

(الغُرّة المُنيفة لأبي حفص الهِندي، ص 54، البحر الرّائق لابن نُجيم : 238/2، الجوهرة النيّرة للزَّبيدي :120/1، البِناية للعيني : 350/3، فتاویٰ شامی : 286/2)

(سوال): بعض حوادثات میں ہلاک شدگان کے اعضا ملتے ہیں، کیا ان پر بھی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

(جواب): میت کے چند اعضا بھی مل جائیں، تو اُن پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، کیونکہ اعضا کے بھی وہی احکام ہیں، جو وجود انسانی کے لیے ہیں۔

(سوال): نوحہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

(جواب): نوحہ اور بین شرعا حرام ہیں۔

❀ علامہ زبیدی حنفی رحمہ اللہ (۸۰۰ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى تَحْرِيمِ النَّوْحِ وَالدُّعَاءِ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ وَلَطْمِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ وَخَمْشِ الْوُجُوهِ لِأَنَّ هٰذَا فِعْلُ الْجَاهِلِيَّةِ.

”امت کا اجماع ہے کہ نوحہ کرنا، ہلاکت وتباہی کی بددعا کرنا، رخسار پیٹنا، گریبان چاک کرنا اور چہروں کو نوچنا حرام ہے، کیونکہ یہ جاہلیت کا عمل ہے۔“

(الجوهرة النّيّرة : 162/1 ، حاشية الطّحطاوي، ص 607)

(سوال): کوئی کیسے معلوم کرسکتا ہے کہ وہ حق پر ہے؟

(جواب): اپنے عقائد و اعمال کو مسلک محدثین پر پیش کرے، اگر موافق ہیں، تو اہل سنت والجماعت کے مذہب پر ہے اور اگر مخالف ہیں، تو حق پر نہیں۔ حق اور باطل کا فرق سبیل مومنین سے کیا جائے گا۔ وہ مسلک محدثین ہے۔

✿ علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

سُئِلَ أَبُو بَكْرٍ الْقَاضِيُّ عَنِ الرَّجُلِ هَلْ يَعْلَمُ أَنَّهُ عَلٰى مَذْهَبِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؟ فَقَالَ : إِذَا رَجَعَ عِلْمُهُ إِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ، وَإِلٰى مَا قَالَهُ السَّلَفُ الصَّالِحُ فَهُوَ عَلٰى مَذْهَبِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ .

”قاضی ابو بکر رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کسی شخص کے متعلق یہ معلوم کیسے کیا جا سکتا ہے کہ وہ اہل سنت والجماعت کے مذہب پر ہے؟ فرمایا: جب اس کا علم کتاب اللہ اور اقوال سلف کے موافق ہو، تو وہ اہل سنت والجماعت کے مذہب پر ہے۔“

(البحر الرّائق : 207/8)

(سوال): کیا کوئی لڑکی بلاد کفار میں تعلیم کی غرض سے جا سکتی ہے؟

(جواب): نہیں جا سکتی۔ وہاں فتنوں کی بھرمار ہے۔

(سوال): کیا مسجد کی زمین کو بیچا جا سکتا ہے؟

(جواب): چھوٹی مسجد تھی، قریب بڑی مسجد بنانے کا ارادہ ہو، یا ایک مسجد ویران پڑی

ہوئی ہے، یا انتہائی بوسیدہ ہوگئی ہے، تو اس صورت میں ان کی جگہ فروخت کر کے وہ رقم دوسری مسجد پر خرچ کی جاسکتی ہے۔

❁ علمائے احناف نے لکھا ہے:

أَجْمَعُوا عَلٰى بَيْعِ هٰذَا وَاسْتَعَانُوا بِثَمَنِهٖ عَلٰى ثَمَنِ الْمَسْجِدِ الْآخَرِ الَّذِي اشْتَرَوْهُ فَلَا بَأْسَ .

''اگر اہل علاقہ اتفاق کرلیں کہ یہ مسجد فروخت کردی جائے اور اس کی قیمت کو دوسری مسجد کی قیمت میں شامل کردیا جائے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔''

(عيون المَسائل لأبي الليث السمرقندي، ص 339، المُحيط البُرهاني لابن مازة : 209/6، تبيين الحقائق للزّيلعي : 330/3)

سوال: فرمان باری تعالیٰ: ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (التّحريم : ٤) کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

الْجَوَابُ مِنْ وُجُوهٍ؛ أَحَدُهَا : قَوْلُهٗ : أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ عَلٰى أَنَّ صَالِحَ الْمُؤْمِنِينَ هُوَ عَلِيٌّ، كَذِبٌ مُبِينٌ، فَإِنَّهُمْ لَمْ يُجْمِعُوا عَلٰى هٰذَا، وَلَا نَقَلَ الْإِجْمَاعَ عَلٰى هٰذَا أَحَدٌ مِنْ عُلَمَاءِ التَّفْسِيرِ، وَلَا عُلَمَاءِ الْحَدِيثِ وَنَحْوِهِمْ، وَنَحْنُ نُطَالِبُهُمْ بِهٰذَا النَّقْلِ، وَمَنْ نَقَلَ هٰذَا الْإِجْمَاعَ؟، الثَّانِي : أَنْ يُقَالَ : كُتُبُ التَّفْسِيرِ

مَمْلُوءَةٌ بِنَقِيضِ هٰذَا، الثَّالِثُ : أَنْ يُقَالَ : لَمْ يَثْبُتْ هٰذَا، اَلْقَوْلُ بِتَخْصِيصِ عَلِيٍّ بِهٖ عَمَّنْ قَوْلُهٗ حُجَّةٌ، وَالْحَدِيثُ الْمَذْكُورُ كَذِبٌ مَّوْضُوعٌ ...... الرَّابِعُ : أَنْ يُّقَالَ : قَوْلُهٗ : ﴿وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ اسْمٌ يَعُمُّ كُلَّ صَالِحٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ .

''اس کے کئی جوابات ہیں؛ ① رافضی کا قول: ''مفسرین کا اجماع ہے کہ صالح المومنین سے مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔'' واضح جھوٹ ہے۔مفسرین نے اس پر اجماع نہیں کیا، کسی مفسر یا محدث وغیرہ نے اس پر اجماع نقل نہیں کیا۔ہم روافض سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بتائیں، یہ اجماع کس نے نقل کیا؟ ② اس رافضی سے کہا جائے گا کہ تفسیر کی کتابوں میں تو اس کے برعکس لکھا ہوا ہے۔ ③ کسی قابل اعتماد عالم نے اس آیت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خاص نہیں کیا۔اس بارے میں ذکر کردہ حدیث جھوٹی اور من گھڑت ہے۔...... ④ فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ تمام نیک مومنوں کو شامل ہے۔''

(مِنهاج السّنة : 294/7)

سوال: رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑے گا یا باندھے گا؟

جواب: راجح یہ ہے کہ رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑے گا۔دونوں طرف عمومی دلائل ہیں۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے اور چھوڑنے کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا:

أَرْجُو أَنْ لَّا يُضِيقَ ذٰلِكَ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ .

''میرے مطابق اس میں تنگی نہیں ہے، ان شاءاللہ!''

(مسائل صالح : 615)

جانبین کے پاس اگر کوئی صریح حدیث ہوتی، تو امام احمد رحمہ اللہ تنگی کا ذکر نہ کرتے۔

احناف کا اتفاق ہے کہ رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑے جائیں گے۔

❁ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّهٗ يُرْسِلُ فِي الْقَوْمِيَّةِ مِنَ الرُّكُوعِ .

''فقہائے احناف کا اجماع ہے کہ رکوع کے بعد قومہ میں ہاتھ چھوڑے گا۔''

(حاشية الطّحطاوي، ص 258)

(سوال): مسجد میں حلقہ بنا کر ذکر کرنا کیسا ہے؟

(جواب): مسجد میں حلقہ بنا کر ذکر جائز ہے۔ اس پر بہت ساری احادیث دلالت کرتی ہیں۔

❁ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَّخَلَفًا عَلَى اسْتِحْبَابِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى جَمَاعَةً فِي الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ .

''پہلے اور بعد کے اہل علم اتفاق ہے کہ مسجدوں وغیرہ میں اکھٹے بیٹھ کر ذکر کرنا مستحب ہے، اس کی ممانعت نہیں۔''

(حاشية الطّحطاوي، ص 318)

البتہ ذکر کی جو مجالس اہل بدعت قائم کرتے ہیں، ان میں کئی بدعات اور منکرات کا ارتکاب کیا جاتا ہے، مثلاً اجتماعی ذکر، غیر مشروع ذکر، حال پڑنا، عجیب وغریب حرکات وسکنات وغیرہ، یہ ناجائز اور حرام ہیں۔

❁ عمرو بن سلمہ ہمدانی، تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَجْلِسُ عَلٰى بَابِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَإِذَا خَرَجَ، مَشَيْنَا مَعَهٗ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَجَاءَ نَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: أَخَرَجَ إِلَيْكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قُلْنَا: لَا، بَعْدُ، فَجَلَسَ مَعَنَا حَتّٰى خَرَجَ، فَلَمَّا خَرَجَ؛ قُمْنَا إِلَيْهِ جَمِيعًا، فَقَالَ لَهٗ أَبُو مُوسٰى: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ آنِفًا أَمْرًا أَنْكَرْتُهٗ، وَلَمْ أَرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ إِلَّا خَيْرًا، قَالَ: فَمَا هُوَ؟ فَقَالَ: إِنْ عِشْتَ فَسَتَرَاهُ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ قَوْمًا حِلَقًا جُلُوسًا يَّنْتَظِرُونَ الصَّلَاةَ، فِي كُلِّ حَلْقَةٍ رَّجُلٌ، وَفِي أَيْدِيهِمْ حَصًا، فَيَقُولُ: كَبِّرُوا مِائَةً، فَيُكَبِّرُونَ مِائَةً، فَيَقُولُ: هَلِّلُوا مِائَةً، فَيُهَلِّلُونَ مِائَةً، وَيَقُولُ: سَبِّحُوا مِائَةً، فَيُسَبِّحُونَ مِائَةً، قَالَ: فَمَاذَا قُلْتَ لَهُمْ؟ قَالَ: مَا قُلْتُ لَهُمْ شَيْئًا انْتِظَارَ رَأْيِكَ، أَوِ انْتِظَارَ أَمْرِكَ، قَالَ: أَفَلَا أَمَرْتَهُمْ أَنْ يَّعُدُّوا سَيِّئَاتِهِمْ، وَضَمِنْتَ لَهُمْ أَنْ لَّا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِهِمْ، ثُمَّ مَضٰى وَمَضَيْنَا مَعَهٗ حَتّٰى أَتٰى حَلْقَةً مِّنْ تِلْكَ الْحِلَقِ، فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: مَا هٰذَا الَّذِي أَرَاكُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالُوا: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَصًا نَّعُدُّ بِهِ التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ وَالتَّسْبِيحَ، قَالَ: فَعُدُّوا سَيِّئَاتِكُمْ، فَأَنَا ضَامِنٌ أَنْ لَّا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ شَيْءٌ، وَيْحَكُمْ

يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، مَا أَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ، هٰؤُلَاءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُّتَوَافِرُونَ، وَهٰذِهِ ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلَ، وَآنِيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّكُمْ لَعَلٰى مِلَّةٍ هِيَ أَهْدٰى مِنْ مِّلَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُفْتَتِحُو بَابِ ضَلَالَةٍ، قَالُوا : وَاللّٰهِ، يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مَا أَرَدْنَا إِلَّا الْخَيْرَ، قَالَ : وَكَمْ مِّنْ مُّرِيدٍ لِّلْخَيْرِ لَنْ يُّصِيبَهُ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَنَّ قَوْمًا يَّقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، وَأَيْمُ اللّٰهِ، مَا أَدْرِي لَعَلَّ أَكْثَرَهُمْ مِنْكُمْ، ثُمَّ تَوَلّٰى عَنْهُمْ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ سَلَمَةَ : رَأَيْنَا عَامَّةَ أُولٰئِكَ الْحِلَقِ يُطَاعِنُونَا يَوْمَ النَّهْرَوَانِ مَعَ الْخَوَارِجِ .

''ہم صبح کی نماز سے پہلے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ گھر سے نکلیں اور ہم آپ کے ساتھ مسجد جائیں۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور پوچھا : ابوعبدالرحمٰن، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گھر سے نکل آئے ہیں؟ عرض کیا: ابھی تو نہیں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کرنے لگے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ گھر سے نکلے، تو ہم ان کی طرف لپکے۔ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابو عبدالرحمٰن! میں نے ابھی مسجد میں بہت عجیب کام دیکھا ہے، الحمدللہ! وہ خیر کا کام ہی لگتا ہے، پوچھا! وہ کونسا کام ہے؟ عرض کیا: زندگی رہی تو آپ بھی دیکھ لیں گے۔ میں نے مسجد میں لوگوں کے کئی حلقے دیکھے، وہ لوگ نماز کے انتظار

میں بیٹھے ہیں۔ ہر حلقے میں ایک آدمی ہے، جو کہتا ہے کہ سو دفعہ اللہ اکبر کہو، لوگوں کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں، وہ سو دفعہ اللہ اکبر کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہو، لوگ سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ سو دفعہ سبحان اللہ کہو، وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: آپ نے ان سے کیا کہا؟ عرض کیا: میں نے تو کچھ نہیں کہا، آپ کی رائے اور فیصلے کا انتظار تھا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان سے کہہ دیتے کہ وہ (تسبیحات نہیں، بلکہ) اپنی برائیاں شمار کریں اور میں ضامن ہوں کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی۔ پھر آپ ہمارے ساتھ نکلے اور ایک حلقے کے پاس پہنچ گئے، وہاں رُک کر فرمایا: یہ کیا دیکھ رہا ہوں میں؟ کہنے لگے: ابوعبدالرحمٰن! ہم کنکریوں کے ساتھ اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ اور سبحان اللہ شمار کر رہے ہیں۔ فرمایا: اپنے گناہ شمار کریں! میں ضامن ہوں کہ آپ کی کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی۔ مزید فرمایا: آہ، اے امتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کتنی جلدی آپ پر ہلاکت آ گئی۔ صحابہ ابھی کثیر تعداد میں موجود ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے، آپ کے برتن ابھی ٹوٹے نہیں۔ اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا تو آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے بہتر طریقے پر ہو یا پھر گمراہی کے دروازے کھول رہے ہو۔ وہ کہنے لگے: ابوعبد الرحمٰن! واللہ، ہم تو نیکی کے ارادے سے ایسا کر رہے تھے۔ فرمایا: کتنے ہی نیکی کے طلب گار ہیں، جو نیکی کو نہیں پا سکتے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اللہ

کی قسم! لگتا ہے کہ ان میں اکثریت تمہاری ہوگی، اتنا کہہ کر آپ واپس آ گئے۔
عمرو بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم نے دیکھا کہ ان میں سے اکثر لوگ جنگ نہروان کے دن خوارج کے ساتھ مل کر ہم پر تیر برسا رہے تھے۔''

(سنن الدّارمي :60/1، اتّحاف المَهرة لابن حجر : 399/10، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا ہاتھی کی خرید وفروخت جائز ہے؟

جواب: ہاتھی کی خرید وفروخت جائز ہے، کیونکہ یہ مال بردار جانور ہے۔

❁ علامہ سمرقندی حنفی رحمہ اللہ (۳۷۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰی جَوَازِ بَیْعِهٖ لِأَنَّهٗ یُحْمَلُ عَلَیْهِ .

''فقہائے احناف کا اجماع ہے کہ ہاتھی کی خرید وفروخت جائز ہے، کیونکہ یہ مال بردار جانور ہے۔''

(عُیون المَسائل، ص 139)

سوال: نماز کے منکر کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز کے منکر کا نکاح جائز نہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لَا یَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ یَنْکِحَ مُوَلِّیَتَهٗ رَافِضِیًّا، وَلَا یَتْرُكُ الصَّلَاةَ، وَمَتٰی زَوَّجُوهُ عَلٰی أَنَّهٗ صَلّٰی فَصَلَّی الْخَمْسَ، ثُمَّ ظَهَرَ أَنَّهٗ رَافِضِيٌّ لَا یُصَلِّي، أَوْ عَادَ إِلَی الرَّفْضِ وَتَرَكَ الصَّلَاةَ، فَإِنَّهُمْ یَفْسَخُونَ النِّکَاحَ .

''کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی ولایت میں موجود لڑکی کا نکاح کسی رافضی یا

نماز کے منکر کے ساتھ کردے، اگر کسی نے (اپنی حرمت کا نکاح) کسی شخص سے اس شرط پر کر دیا کہ وہ نماز پڑھے گا۔تو وہ پانچ نمازیں پڑھنے لگ گیا، پھر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ تو رافضی تھا یا نماز کا منکر تھا، یا رافضیت کی طرف لوٹ آیا ہے یا نماز کا منکر ہو گیا،تو اولیا اس کا نکاح فسخ کر دیں۔''

(الفَتاوی الکُبریٰ : 141/3)

سوال: کیا میت کو زندوں کی دعا اور وہ اعمال جو اُن کی طرف سے سرانجام دیے جاتے ہیں، کا ثواب پہنچتا ہے؟

جواب: جی ہاں، پہنچتا ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَئِمَّةُ الْإِسْلَامِ مُتَّفِقُونَ عَلَى انْتِفَاعِ الْمَيِّتِ بِذٰلِكَ، وَهٰذَا مِمَّا يُعْلَمُ بِالْاِضْطِرَارِ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ، وَقَدْ دَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَالْإِجْمَاعُ، فَمَنْ خَالَفَ ذٰلِكَ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ .

''ائمہ اسلام کا اتفاق ہے کہ میت کو اس کا فائدہ پہنچتا ہے، یہ دین کے بنیادی مسائل میں سے ہے، اس پر کتاب وسنت اور اجماع دلالت کناں ہیں، جس نے اس کی مخالفت کی، وہ اہل بدعت میں سے ہے۔''

(الفتاوی الکبریٰ : 27/3)

سوال: روافض کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: روافض کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُصَلّٰى خَلْفَ الرَّافِضِيِّ إِذَا كَانَ يَتَنَاوَلُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''جو رافضی اصحاب رسول کو برا بھلا کہتا ہو، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔''

(سيرة الإمام أحمد لصالح بن أحمد، ص 75)

۞ علامہ سبکی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ فِي الْمُحِيطِ مِنْ كُتُبِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ مُحَمَّدٍ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ خَلْفَ الرَّافِضَةِ.

''میں نے فقہ حنفی کی کتاب ''المحیط'' میں دیکھا کہ امام محمد رحمہ اللہ نے کہا: روافض کے پیچھے نماز جائز نہیں۔'' (فتاوى السُّبكي: 576/2)

۱۴، جون، ۲۰۲۰ء